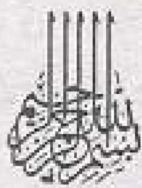
قُل ما اَسئلکُم علیہِ اجراً الّا المودّۃ فی القربیٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی

صاحبزادی

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی



پہلی بات

قرآن و حدیث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی چار صاجزادیاں تھیں۔ ان کے علیحدہ علیحدہ فضائل سے احادیث کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ آپ کی چاروں صاجزادیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو آنحضرت ﷺ کی پہلی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ صاجزادیوں کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے صاجزادے حضرت قاسم اور طاہر طیب (عبداللہ) بھی آپ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ (از صحیح الروائۃ صفحہ ۲۲۰ ج ۹)

آنحضرت ﷺ کی تمام اولاد حضرت ابراہیم کے علاوہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بطن سے تھی۔

آنحضرت ﷺ کی چار صاجزادیوں کے متعلق ذخائر احادیث میں اس قدر تصریحات موجود ہیں جنہیں تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ اس کے بارے میں شیعہ کی بعض کتب بھی چار صاجزادیوں کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ اس سلسلے میں شیعہ مذہب کی بنیادی کتاب اصول کافی کی درج ذیل روایت ملاحظہ ہو۔

"و تزویج الخدیجۃ و ھو ابن بضع و عشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ القاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم و ولد لہ بعد المبعث الطیب و الطاھر و فاطمہ علیہ السلام

اصول کافی صفحہ ۲۷۹ کتاب الحجہ' باب مولائے النبی
از محمد بن یعقوب کلینی)

آنحضرت ﷺ نے خدیجہ کے ساتھ نکاح کیا اس وقت آپ ؑ کی عمر بیس سال

سے زیادہ تھی۔ پھر خدیجہ سے جناب کی جو اولاد بعثت سے پہلے پیدا ہوئی وہ قاسم، زینب رقیہ اور ام کلثوم تھی۔ اور بعثت کے بعد حضرت خدیجہ سے آپ کی اولاد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔

اصول کافی کی اس معتبر روایت کے بعد شیعہ کی طرف سے ایک سے زائد بیٹیوں کا انکار ہٹ دھری اور ضد پر مبنی ہے اصول کافی کے شارحین میں مراۃ العقول (از ملا باقر مجلسی) اور الصافی (از ملا خلیل قزوینی) نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح شیعہ کے اصول رابعہ کے ایک اور مصنف شیخ صدوق ابن بابویہ القمی نے بھی اپنی تصنیف کتاب الخصال میں امام جعفر صادق کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا ہے۔

(از کتاب بنات اربعہ صفحہ ۶۳ مولانا محمد نافع صاحب)

آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیوں کی تصریح کے بعد یہ بات کہنا کہ اگر آپ کی ایک سے زیادہ صاحبزادیاں بھی تھیں۔ تو دوسری صاحبزادیوں کے فضائل و مناقب کا اس انداز سے ذکر کیوں نہ کیا گیا۔ جیسا حضرت فاطمہؓ کا ہے یا مباہلہ کے موقع پر آپ نے باقی صاحبزادیوں کو اس میں کیوں شامل نہ کیا۔ یہ بلاجواز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی سب سے چھوٹی اولاد ہیں۔

وفات رسول سے دو سال قبل یعنی ۸ ہجری تک آپؐ کی پہلی تینوں صاحبزادیاں فوت ہو چکی تھیں۔ مباہلہ کے موقع پر حضرت فاطمہؓ کے علاوہ آپ کی اولاد میں کوئی زندہ نہ تھا، ظاہر ہے کہ فراوانی اور خوشحالی کے وقت اولاد میں جو بھی موجود ہو اس کے ساتھ محبت کا اضافہ ہونا فطری امر ہے۔ جبکہ پہلی تین صاحبزادیوں کے فضائل و مناقب بھی احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

ابتدائی حالات

پیدائش : بعثت نبوت کے وقت جب آنحضرت ﷺ کی عمر ۴۱ سال تھی۔ حضرت فاطمہؓ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

لقب: حضرت فاطمہؓ کے القاب میں زہراء اور بتول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بہن بھائی: آپ کی بہنوں میں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم اور بھائیوں میں حضرت قاسم، حضرت طاہر طیب اور حضرت ابراہیم شامل ہیں۔

فضائل ومناقب: مسلم شریف میں ہے۔

فاقبلت فاطمہ تمشی ما تخطئۃ مشیتہ الرسول ﷺ شیئا

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس وقت چلتی تھیں تو آپ رضی اللہ عنہا چال ڈھال سے اپنے والد حضرت محمد ﷺ کے بالکل مشابہ ہوتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ کی روایت: عن عائشہؓ قالت مارأیت احداً اشبہ سمتا و دلا و دھیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمہ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام و قعود اور اٹھنے بیٹھنے میں فاطمہ سے زیادہ مشابہت رکھنے والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے:

○... البدایہ میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا الفاطمہ سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

○... کنز العمال میں ہے۔ فاطمہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گی۔

○... صحیح بخاری میں ہے آپ ؐ نے فرمایا فاطمہ خواتین امت کی سردار ہیں۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا، جس نے مجھے تنگ کیا اس نے اللہ کو تنگ کیا جس نے اللہ کو تنگ کیا قریب ہے کہ اللہ اس کا مواخذہ کرے۔

چند اہم واقعات: زینی وحلان نے سیرۃ حلبیہ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

"علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے ابتدائی زمانے میں ایک دن ابوجہل نے سیدہ فاطمہؓ کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا کمسن سیدہ روتی ہوئی آنحضرت ؐ کے پاس آئیں آپ ؐ نے ان سے فرمایا "بیٹی جاؤ اور ابو سفیان کو ابوجہل کی اس حرکت سے آگاہ کرو وہ ابو

سفیان کے پاس گئیں اور ان سے سارا واقعہ سنایا۔ ابو سفیان نے سیدہ فاطمہؓ کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا انہوں نے سیدہ سے کہا بیٹی جس طرح اس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو ٗگر یہ کچھ بولے گا تو میں اس سے نمٹ لوں گا' چنانچہ سیدہ نے ابو جہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر آنحضرت ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ "اے اللہ! ابو سفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا" حضور ﷺ کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابو سفیان اسلام کے زیور سے آراستہ ہوئے اور خلعت اسلام زیب تن کیا۔

(بحوالہ کتاب سیرۃ فاطمۃ الزہرا صفحہ ۶۷)

حضرت فاطمہؓ اور حضرت علی کی شادی:

حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ایک دن حضرات ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص نے مشورہ کیا کہ فاطمہؓ کے لئے کئی پیغام حضورؐ کو پہنچے ہیں لیکن آپؐ نے کوئی بھی منظور نہیں فرمایا' اب علیؓ باقی ہیں جو رسول اللہ کے جانثار اور محبوب بھی ہیں اور عم زاد بھی' معلوم ہوتا ہے فقر و تنگدستی کی وجہ سے وہ فاطمہؓ کیلئے پیغام نہیں دیتے۔ کیوں نہ انہیں پیغام بھیجنے کی ترغیب دی جائے اور ضرورت ہو تو ان کی مدد بھی کی جائے۔ تینوں حضرات یہ مشورہ کر کے حضرت علیؓ کو ڈھونڈنے نکلے' وہ جنگل میں اپنا اونٹ چرا رہے تھے۔ تینوں بزرگوں نے بڑے خلوص کے ساتھ حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ کے لئے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ انہیں اپنی بے سرو سامانی کی بناء پر ایسا کرنے میں تامل ہوا مگر ان حضراتؓ کے مجبور کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ دلی خواہش تو ان کی بھی یہی تھی۔ لیکن فطری حیا پیغام بھیجنے میں مانع تھی' اب جرات کر کے حضورؐ کو پیغام بھیج دیا۔ حضورؐ نے انکی استدعا فورا قبول فرمالی۔ پھر حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے اسکا ذکر کیا۔ انہوں نے بزبان خاموشی اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ انصار اور مہاجرین کی ایک جماعت نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔ حضرت علیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حرف مدعا زبان پر لائے۔ حضورؐ نے فورا فرمایا اہلاً و مرحبا اور پھر خاموش

ہو گئے۔ صحابہؓ کی جماعت باہر منتظر تھی۔ حضرت علیؓ نے انہیں حضورؐ کا جواب سنایا۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی کہ حضورؐ نے آپ کا پیغام منظور فرمالیا۔

حضورؐ نے پوچھا "تمہارے پاس حق مہر ادا کرنے کیلئے بھی کچھ ہے۔"

حضرت علیؓ نے عرض کیا "ایک زرہ اور ایک گھوڑے کے سوا کچھ نہیں" حضورؐ نے فرمایا "گھوڑا تو لڑائی کیلئے ضروری ہے۔ زرہ کو فروخت کر کے اسکی قیمت لے آؤ۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد نبویؐ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہ زرہ فروخت کے لئے صحابہؓ کے سامنے پیش کی۔ حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے ۴۸۰ درھم پر یہ زرہ خرید لی۔ اور پھر ہدیتاً حضرت علیؓ کو واپس دے دی۔ حضرت علیؓ یہ رقم لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپؐ نے عثمانؓ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اسی اثناء میں حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ کی رضامندی حاصل کر لی تھی۔ حضرت علیؓ نے زرہ کی قیمت فروخت حضورؐ کی خدمت میں پیش کی تو آپؐ نے فرمایا: "دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کرو اور ایک تہائی سامان شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو۔" پھر حضورؐ نے حضرت انسؓ بن مالک کو حکم دیا کہ جاؤ ابو بکرؓ، عمرؓ طلحہؓ، زبیرؓ عبدالرحمن بن عوف اور دیگر مہاجرین و انصار کو مسجد نبوی میں بلا لاؤ۔ (خود حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اس سے پہلے حضورؐ پر وحی آنے کی سی کیفیت طاری ہوئی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ جبریل امین اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دیا جائے۔)

جب بہت سے صحابہ کرامؓ دربار رسالت (مسجد نبوی) میں جمع ہو گئے تو حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

"اے گروہ مہاجرین و انصار مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنت محمدؐ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کردوں۔ میں تمہارے سامنے اسی حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔"

اس کے بعد آپؐ نے خطبۂ نکاح پڑھا۔ پھر حضورؐ نے بایں الفاظ دعا کی۔

"جمع اللہ شملکما و اسعد جد کما و بارک علیکما و اخرج منکما ذریۃ طیبۃ۔"

(اللہ تعالیٰ تم دونوں کی پراگندگی کو جمع کرے، تمہاری کوششوں کو سعید بنائے، تم پر برکت کرے اور تم سے پاک اولاد پیدا کرے۔)

صحیح روایت کے مطابق یہ نکاح ۲ ہجری کو ہوا اور فوری رخصتی عمل میں آئی۔ از کتاب سیرت فاطمۃ الزہراؑ صفحہ ۹۴۔

رخصتی کے دوسرے دن حضورؐ نے خواہش ظاہر کی کہ ولیمہ بھی ہونا چاہیے۔ حضرت سعدؓ نے اس مقصد کے لیے فوراً ایک بھیڑ ہدیہ پیش کر دی اور کچھ انصار نے بھی اس کام میں ہاتھ بٹایا۔ حضرت علیؓ نے مہر میں سے جو رقم بچ رہی تھی اس سے کچھ اشیاء خریدیں۔ دعوت ولیمہ میں دستر خوان پر کھجور، پنیر، زنان جو اور گوشت تھا۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا۔

جو اصحاب نکاح کے کچھ عرصہ بعد رخصتی کے قائل ہیں انہوں نے اس سلسلے میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سرور کائناتؐ کے کاشانۂ اقدس سے کچھ فاصلے پر ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ ایک دن حضرت علیؓ کے بھائی عقیلؓ بن ابی طالب ان کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں رسول کریمؐ اپنی لخت جگر کو اب رخصت کر دیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا، میری بھی یہی خواہش ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات حضرت ام ایمنؓ کے پاس تشریف لے گئے جو حضورؐ کی آزاد کردہ کنیز تھیں اور جنہوں نے حضورؐ کے بچپن میں آپؐ کی خبر گیری اور خدمت کی تھی۔ سرور عالم ﷺ ان کی بے حد تعظیم و توقیر فرماتے تھے اور "میری ماں" کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ حضرت ام ایمنؓ ان دونوں کو ازواج مطہراتؓ کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ علیؓ کی خواہش ہے کہ ان کی بیوی کو رخصت کر دیجیے۔" حضور رسالت مآبؐ راضی ہو گئے۔ چند درھم حضرت علیؓ کو دیئے اور فرمایا "جاؤ بازار سے چھوہارے اور پنیر خرید لاؤ۔" حضرت علیؓ نے پانچ درھم کا گھی خریدا۔ ایک درھم کا پنیر اور چار درھم کے چھوہارے اور سب اشیاء لا کر حضورؐ کے سامنے رکھ دیں۔ حضورؐ نے ان چیزوں کو دعوت ولیمہ کے لئے رکھ دیا۔ پھر آپؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو بلایا، اپنے سینۂ مبارک پر ان کا سر رکھا، پیشانی پر بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا:

"اے علی پیغمبر کی بیٹی تجھے مبارک ہو۔"

اور... "اے فاطمہ تیرا شوہر بہت اچھا ہے اب تم دونوں میاں بیوی اپنے گھر جاؤ۔"

پھر دونوں کو میاں بیوی کے فرائض و حقوق بتائے اور خود دروازے تک وداع کرنے آئے۔ دروازے پر حضرت علی مرتضیٰؓ کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں دعائے خیر و برکت دی۔ حضرت علیؓ اور سیدۃ النساءؓ دونوں اونٹ پر سوار ہوئے۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے اس کی نکیل پکڑی۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس اور بعض روایتوں کے مطابق سلمیٰؓ ام رافع یا حضرت ام ایمنؓ سیدہؓ کے ہمراہ گئیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی لخت جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ایک بستر مصری کپڑے کا، جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲۔ ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

۳۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴۔ ایک مشکیزہ۔

۵۔ دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کیلئے۔

۶۔ ایک چکی (ایک روایت میں دو چکیاں درج ہیں۔)

۷۔ ایک پیالہ۔

۸۔ دو چادریں۔

۹۔ دو بازو بند نقرئی۔

۱۰۔ ایک جاء نماز۔

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ کی طرف سے دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا۔ آپؐ نے جو اشیاء اس مقصد کے لئے منگوائی تھیں ان سب کا مالیدہ تیار کرنے کا حکم دیا اور پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ باہر جا کر جو مسلمان بھی ملے اسے اندر لے آؤ۔ چنانچہ بہت سے مہاجرین و انصار کو اس بابرکت دعوت میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب مہمانوں نے کھانا کھا لیا تو آپؐ نے ایک پیالہ کھانا حضرت علیؓ کو اور ایک سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو مرحمت فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ؄ انصاری سے روایت ہے کہ میں علی؄ و فاطمہ؄ کی دعوت ولیمہ میں حاضر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس سے بہتر اور عمدہ دعوت ولیمہ کسی کی نہیں دیکھی۔ رسول اللہؐ نے ہمارے لئے گوشت اور چھوہارے سے کھانا تیار کرایا۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو آپؐ نے مدینہ کے لوگوں کو بلا بھیجا اور اپنے دست مبارک سے مہمانوں میں تقسیم فرمایا۔

(بحوالہ سیرۃ فاطمۃ الزہرا صفحہ ۹۶)

شادی کے بعد حضرت فاطمہ؄ نئے گھر میں:

سیدہ فاطمۃ الزہرا؄ میکے سے رخصت ہو کر جس گھر میں گئیں۔ وہ مسکن نبویؐ سے کسی قدر فاصلے پر تھا۔ حضورؐ کو وہاں آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دن آپؐ نے حضرت فاطمہ؄ سے فرمایا:

"بیٹی مجھے اکثر تمہیں دیکھنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔ میں چاہتا ہوں، تمہیں اپنے قریب بلا لوں۔"

سیدہ فاطمہ؄ نے عرض کیا ---- "آپ کے قرب و جوار میں حارثہ؄ بن نعمان کے بہت سے مکانات ہیں، آپ ان سے فرمایئے وہ کوئی نہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔"

حضرت حارثہ؄ بن نعمان ایک متمول انصاری تھے اور کئی مکانات کے مالک تھے۔ جب سے حضورؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے وہ اپنے کئی مکانات حضورؐ کی نذر کر چکے تھے۔ رحمت عالم ﷺ نے یہ مکانات مستحق مہاجرین میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ؄ نے حارثہ؄ کے مکان کے لئے حضورؐ سے التماس کی تو آپؐ نے فرمایا:

"جان پدر! حارثہ سے اب کوئی اور مکان مانگتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔ وہ پہلے ہی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی کے لیے کئی مکانات دے چکے ہیں۔"

حضورؐ کا ارشاد سن کر حضرت فاطمہ؄ خاموش ہوگئیں ---- ہوتے ہوتے یہ خبر حضرت حارثہ؄ بن نعمان تک پہنچی کہ رسول اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ؄ کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں لیکن مکان نہیں مل رہا، وہ نہایت مخلص اور ایثار پیشہ آدمی تھے، یہ خبر سنتے ہی بے تاب ہوگئے اور دوڑتے ہوئے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

عرض کی:

"یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپؐ سیدہ فاطمہؓ کو کسی قریب کے مکان میں لانا چاہتے ہیں۔ میں یہ مکان جو آپؐ کے کاشانۂ اقدس کے متصل ہے، خالی کیے دیتا ہوں آپ فاطمہؓ کو اس میں بلا لیجیے۔ اے میرے آقا میری جان و مال آپ پر قربان ہے۔ خدا کی قسم جو چیز حضورؐ مجھ سے لیں گے، مجھے اس کا آپ کے پاس رہنا زیادہ محبوب ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میرے پاس رہے۔"

سرور عالمؐ نے حضرت حارثہؓ کے جذبۂ ایثار کی تحسین فرمائی اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت حارثہؓ کی پیشکش کے جواب میں فرمایا۔ "تم سچ کہتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و برکت دے۔"

اس کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کو حضرت حارثہؓ بن نعمان والے قریبی مکان میں منتقل کرا لیا۔

حضرت فاطمہؓ کی گھریلو زندگی:

"مدارج النبوۃ" میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرما دی تھی۔ چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے۔ مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ، وہ سب سیدہ فاطمہؓ کے ذمہ تھے اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ حضرت علیؓ کے ذمہ تھے۔ اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ ابو جہل کے بھائی نے حضرت علیؓ کو غوراء بنت ابی جہل سے نکاح کرنے کی ترغیب دی اور انہوں نے اس کی حامی بھر لی۔ چنانچہ غوراء کے سرپرست حضورؐ سے اس نکاح کی اجازت لینے آئے۔ حضورؐ کو یہ بات سخت ناگوار گزری۔ آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

"بنی ہشام بن مغیرہ علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتے ہیں اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں۔ لیکن میں اجازت نہ دوں گا، کبھی نہ دوں گا، البتہ علی میری بیٹی کو

طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔"

اس کے بعد اپنی دوسری بیٹی حضرت زینبؓ کے شوہر حضرت ابو العاصؓ بن ربیع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اس نے مجھ سے جو بات کہی اس کو سچ کر کے دکھلا دیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا۔ اور میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔"

حضورؐ کو اس طرح ناراض دیکھ کر حضرت علیؓ نے بنت ابو جہل سے نکاح کا ارادہ فوراً ترک کر دیا اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی زندگی میں کسی دوسرے نکاح کا خیال تک دل میں نہ لائے۔

صحیح بخاری میں حضرت سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور علیؓ کو نہ پایا۔ (حضرت فاطمہؓ سے) پوچھا، تمہارے ابن عم کہاں ہیں؟ بولیں، مجھ میں اور ان میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصہ میں چلے گئے ہیں اور یہاں (دوپہر کو) نہیں لیٹے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا، دیکھو وہ کہاں ہیں۔ اس نے آکر خبر دی کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ وہ (حضرت علیؓ) لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور مٹی جسم میں لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ اٹھو ابو تراب، اٹھو ابو تراب۔"

حضور ﷺ، حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ گھر لائے اور دونوں میاں بیوی میں صلح کرا دی۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کو ابو تراب کہلایا جانا عمر بھر بہت محبوب رہا۔

ایک بار سیدہ فاطمہؓ کو بخار آگیا۔ رات انہوں نے سخت بے چینی میں کاٹی۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں بھی ان کے ساتھ جاگتا رہا۔ پچھلے پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔ فجر کی اذان سن کر بیدار ہوا تو دیکھا کہ فاطمہؓ معمول کے مطابق چکی پیس رہی ہیں۔ میں نے کہا، فاطمہ تمہیں اپنے حال پر رحم نہیں آتا۔ رات بھر تمہیں بخار رہا، صبح اٹھ کر ٹھنڈے

پانی سے وضو کر لیا' اب چکی پیس رہی ہو۔ خدا نہ کرے زیادہ بیمار ہو جاؤ۔"

حضرت فاطمہؓ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اگر میں اپنے فرائض ادا کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو کچھ پروا نہیں ہے۔ میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی' اللہ کی اطاعت کے لئے۔ اور چکی پیسی تمہاری اطاعت اور بچوں کی خدمت کے لئے۔

سیدنا حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ ہماری مادر گرامی کی زندگی میں باہر کے تمام کام ہمارے والد بزرگوار انجام دیتے تھے اور گھر کے اندر تمام کام کاج' کھانا پکانا' چکی پیسنا' جھاڑو دینا وغیرہ سب ہماری مادر گرامی خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتی تھیں۔

حضرت فاطمہؓ خانہ داری کے کاموں کی انجام دہی کے لئے کبھی اپنی کسی رشتہ دار یا ہمسایہ کو اپنی مدد کے لئے نہیں بلاتی تھیں۔ نہ کام کی کثرت اور نہ کسی قسم کی محنت مشقت سے گھبراتی تھیں۔ ساری عمر شوہر کے سامنے حرف شکایت زبان پر نہ لائیں اور نہ ان سے کسی چیز کی فرمائش کی۔

کھانے کا یہ اصول تھا کہ چاہے خود فاقے سے ہوں جب تک شوہر اور بچوں کو نہ کھلا لیتیں خود ایک لقمہ بھی منہ میں نہ ڈالتیں۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ سر پر گھاس کا گٹھا اٹھائے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے کہا' ذرا یہ گٹھا اتارنے میں میری مدد کرو۔ اس وقت وہ کسی کام میں مصروف تھیں جلد نہ اٹھ سکیں۔ حضرت علیؓ نے گٹھا زمین پر دے مارا اور کہا: "------ معلوم ہوتا ہے تم گھاس کے گٹھے کو ہاتھ لگانے میں سبکی محسوس کرتی ہو۔"

حضرت فاطمہؓ نے معذرت کرتے ہوئے کہا' "ہرگز نہیں میں کام میں مصروفیت کی وجہ سے جلد نہ اٹھ سکی ورنہ جو کام میرے ابا جان رسول خدا ہوتے ہوئے اپنے دست مبارک سے کرتے ہیں میں انہیں کرنے میں سبکی کیسے محسوس کر سکتی ہوں۔"

حضرت فاطمہؓ کے یہی اوصاف و خصائل تھے کہ ان کی وفات کے بعد جب کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ فاطمہؓ کا حسن معاشرت کیسا تھا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"فاطمہ جنت کا ایک خوشبودار پھول تھا جس کے مرجھانے کے باوجود اس کی خوشبو

سے اب تک میرا دماغ معطر ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں مجھے کبھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا۔"

شمائل و خصائل: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ میں نے طور و طریق کی خوبی، اخلاق و کردار کی پاکیزگی، نشست و برخاست، طرز گفتگو اور لب و لہجہ میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ فاطمہؓ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ان کی رفتار بھی بالکل رسول اللہ ﷺ کی رفتار تھی۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ رفتار و گفتار میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم سب بیویاں آپؐ کے پاس بیٹھی تھیں کہ فاطمہؓ سامنے سے آئیں، بالکل رسول اللہ ﷺ کی چال تھی۔ ذرا بھی فرق نہ تھا۔ آپؐ نے بڑے تپاک سے بلا کر (مرحبا یا بنتی کہہ کر) پاس بٹھالیا۔ پھر آپؐ نے ان کے کان میں کچھ فرمایا، وہ رونے لگیں۔ ان کو روتے دیکھ کر آپؐ نے ان کے کان میں کچھ کہا، وہ ہنسنے لگیں۔

میں نے فاطمہ سے کہا، فاطمہ تمام بیویوں کو چھوڑ کر تم سے رسول اللہ ﷺ اپنے راز کی باتیں کہتے ہیں اور تم روتی ہو۔ آپؐ جب تشریف لے گئے تو میں نے فاطمہؓ سے واقعہ (رونے اور ہنسنے کا سبب) پوچھا۔ انہوں نے کہا، میں ابا جان کا راز فاش نہیں کروں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے فاطمہؓ سے کہا، فاطمہ میرا تم پر جو حق ہے میں تم کو اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اس دن کی بات مجھ سے کہہ دو۔ انہوں نے کہا، ہاں اب ممکن ہے، میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ نے اپنی جلد وفات کی خبر دی تھی اور ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپؐ نے فرمایا، فاطمہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تم دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔"

(سیرۃ عائشہؓ بحوالہ صحیحین)

سیدہ فاطمہؓ ہمیشہ سچی اور صاف بات کہتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ان کی صدق مقالی اور صاف گوئی کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے۔

"میں نے فاطمہؓ کے والد بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے سوا فاطمہؓ سے زیادہ سچا اور صاف گو کسی کو نہ دیکھا۔"

(الاستیعاب)

حضرت فاطمہؓ کی عبادت اور شب بیداری:

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کو عبادت الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔ وہ قائم اللیل اور دائم الصوم تھیں۔ خوف الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتی تھیں۔ مسجد نبوی کے پہلو میں گھر تھا۔ سرور عالم ﷺ کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔ ان میں عقوبت اور محاسبۂ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آجاتا تھا۔ تلاوت قرآن کرتے وقت عقوبت و عذاب کی آیات آجاتیں تو جسم اطہر پر کپکپی طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا۔

زبان پر اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہ کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ خدا کا ذکر کرتی جاتی تھیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں اور قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ وہ چکی پیستے وقت بھی (کوئی گیت گانے کے بجائے) قرآن پاک پڑھتی رہتی تھیں۔

علامہ اقبالؒ نے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے:

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا

حضرت علی کرم اللہ وجہ کا بیان ہے کہ فاطمہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا عبادت کرتی تھیں لیکن گھر کے کام دھندوں میں فرق نہ آنے دیتی تھیں۔

سیدنا حضرت حسنؓ بن علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام دھندوں سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محراب عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ و زاری کرتے، نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی حمد و ثناء کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دعائیں وہ اپنے لیے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور

عورتوں کے لئے مانگتی تھیں۔

عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہؓ کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلیٰ آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں حضرت حسنؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادر گرامی نماز کے لیے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں، اسی حالت میں صبح ہو گئی۔ مادر گرامی نے مومنین اور مومنات کے لئے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔

میں نے عرض کیا "اماں جان آپ نے سب کے لئے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی؟"

فرمایا "بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا۔"

(مدارج النبوۃ)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں۔

بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادت الٰہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ و ریشے میں سمائی تھی۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر گرہستی کے کام کاج کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

اسی لیے ان کا لقب بتول پڑ گیا تھا۔

زہد و قناعت: ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کے پاس مال غنیمت میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا:

فاطمہ چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے (گھٹے) پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضورؐ کے پاس مال

غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں۔ جاؤ اپنے ابا جان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔"

سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم و حیا حرف مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر بارگاہ نبوی میں حاضر رہ کر گھر واپس آگئیں اور حضرت علیؓ سے کہا مجھے حضور ﷺ سے کنیز مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لئے درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا "میں تمہیں کوئی لونڈی خدمت کے لئے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحاب صفہ کی خورد و نوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔"

حضورؐ کا ارشاد سن کر دونوں میاں بیوی خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہؓ لونڈی مانگنے کیلئے سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ کہہ نہ سکیں کیونکہ انکے مزاج میں شرم و حیا بہت زیادہ تھی۔ آخر ام المومنینؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آگئیں۔ ام المومنینؓ نے حضور ﷺ تک یہ بات پہنچائی تو دوسرے دن حضور ﷺ خود حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہؓ سے پوچھا:

"فاطمہ کل تم کس غرض کیلئے میرے پاس گئی تھیں۔"

سیدہؓ شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کر سکیں۔ اس موقع پر حضرت علیؓ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہؐ! فاطمہ کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں۔ ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آجکل حضورؐ کے پاس مال غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی

مانگ لاؤ تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہو جائے۔ یہی درخواست لے کر یہ کل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "بنی بدر کے شہیدوں کے یتیم تم سے پہلے مدد کے حقدار ہیں۔"

پھر آپ ﷺ نے فرمایا "تم جس چیز کی خواہش مند تھیں اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ۔ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو اور سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے لونڈی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔"

سیدہ فاطمہؓ نے عرض کیا "میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ سے اسی حال میں راضی ہوں۔"

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فاطمہؓ کو لونڈی نہیں دی گئی لیکن وہ بالکل مطمئن ہو گئیں اور حسب سابق خوشدلی کے ساتھ اپنے کام کاج میں مصروف رہنے لگیں۔ علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس واقعہ کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جناب رسولؐ خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق وہاں اذن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضورؐ نے — کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہیں — حیدرؓ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن — جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا

جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں — میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدہؓ پاک رہ گئیں — جرات نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی بسر ہر اہلِ بیت مُطہرؓ نے زندگی
یہ ماجرائے دخترِ خیر الانام ﷺ تھا

دختر رسول ﷺ کی سخاوت: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جَو حاصل کیے سیدہ فاطمہؓ نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا "میں بھوکا ہوں" حضرت سیدہؓ نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آکر دست سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر انہوں نے باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا---- وہ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

و یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا (الدھر)
(اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں)

ایک دفعہ کسی نے سیدہ فاطمہؓ سے پوچھا، چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہوگی؟ سیدہؓ نے فرمایا:

"تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔"

سیدنا حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم

سب کو کھانا میسر ہوا۔ والد بزرگوار (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) حسینؓ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (سیدۃ النساءؓ) نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔ "رسول اللہ کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو۔"

والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور مجھ سے فرمایا "جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ۔ مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔"

شرم و حیاء: سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ پردہ کی نہایت پابند تھیں اور حد درجہ حیادار تھیں۔ ایک بار سرور عالم ﷺ نے انہیں طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئیں۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا' بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کونسی ہے تو انہوں نے عرض کیا:-

"عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔"

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہؓ حضور کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوئیں کہ آپ ﷺ سے کوئی لونڈی طلب کریں لیکن فرط حیا سے دل کی بات زبان پر نہ لا سکیں اور بغیر کچھ کہے واپس آ گئیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے پیچھے ایک نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتومؓ بھی اندر چلے گئے۔ سیدہ فاطمہؓ انہیں دیکھ کر کوٹھڑی میں چھپ گئیں' جب وہ چلے گئے تو حضورؐ نے فرمایا' بیٹی تم چھپ کیوں گئیں تھیں۔ ابن ام مکتوم تو اندھے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا' بابا جان اگر وہ اندھے ہیں تو میں تو ایسی نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ غیر مرد کو دیکھا کروں۔

شرم و حیاء کی انتہا یہ تھی کہ عورتوں کا جنازہ بغیر پردہ کے نکلنا پسند نہ تھا۔ اسی بناء پر اپنی وفات سے پہلے وصیت کی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کے ذریعے کپڑے کا پردہ ڈال دیا جائے اور جنازہ رات کے وقت اٹھایا جائے تاکہ اس پر غیر مردوں کی نظر نہ پڑے۔

آنحضرت ﷺ کی حضرت فاطمہ سے محبت کے واقعات:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپؐ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑے ہو جاتیں، محبت سے آپؐ کا سر مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

(ابو داؤد)

رسول اکرم ﷺ کے غلام حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہؓ سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہؓ ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

(مدارج النبوۃ)

بعض روایتوں میں ہے کہ حضورؐ حضرت فاطمہؓ کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے ------- اگر سرور عالم ﷺ کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ حضورؐ کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپؐ اس میں کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہؓ کو بھی بھجواتے۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ ﷺ نے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضورؐ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات کے یہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہؓ سے ملنے تشریف لے چلے۔ حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے گھر کے دروازہ پر آگئیں اور آپؐ کا چہرۂ مبارک چومنا شروع کر دیا۔ (بروایت دیگر آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے

لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا روتی کیوں ہو؟ عرض کیا' آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آگیا۔ آپ ؐ نے فرمایا' اے فاطمہ گریہ و زاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچادے اور یہ دین وہاں تک پہنچے گا جہاں تک دن رات کی پہنچ ہے۔

(کنز العمال' طبرانی'' ہیثمی'' حاکم'')

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے محبت رکھنے کی ترغیب

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ دیگر ازواج مطہرات ؓ نے حضرت فاطمہ ؓ کو ایک کام کے لئے آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے گھر میں تشریف فرماتھے تو اس کام کے متعلق گفتگو ہوئی۔ نبی اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ سے فرمایا۔

اے بنیۃ الست تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ھذہ

"یعنی اے میری بیٹی جس کو میں محبوب رکھتا ہوں کیا تو اسے محبوب نہیں رکھتی؟ تو حضرت فاطمہ ؓ نے عرض کیا کیوں نہیں! میں محبوب رکھتی ہوں۔ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ ؓ کے ساتھ محبت رکھنا۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ حضرت عائشہ ؓ کا احترام ام المومنین ہونے کی بناء پر لازماً کرتی تھیں اور اسکی آنحضرت ﷺ نے انہیں تاکید کر رکھی تھی۔ ارشاد نبوی ہوا کہ عائشہ ؓ کیساتھ محبت اور عمدہ سلوک قائم رکھنا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام جسکو محبوب جانیں اسکو محبوب ہی رکھنا چاہیے۔

(بحوالہ کتاب بنات اربعہ صفحہ ۲۷۸)

سیدہ فاطمہ ؓ کی وفات

نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ ؓ بیمار ہوئیں اور چند روز بیمار رہیں۔ پھر تین رمضان المبارک ۱۱ھ کو منگل کی شب انکا انتقال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر

مبارک علماء نے اٹھائیس (۲۸) یا انتیس (۲۹) برس ذکر کی ہے حضرت فاطمہؓ کے سن وفات اور انکی عمر کی تعیین میں سیرت نگاروں نے متعدد اقوال لکھے ہیں ہم نے یہاں مشہور قول کے مطابق تاریخ انتقال اور مدت عمر درج کی ہے۔ا

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریمﷺ کی بلاواسطہ آخری اولاد تھیں جنکا انتقال اب ہوا۔ انکے بعد آنجنابﷺ کی کوئی بلاواسطہ اولاد باقی نہ رہی اور سردار دوجہاںﷺ کی جو ایک نشانی باقی رہ گئی تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ گئی۔

حضرت فاطمہؓ کا انتقال اور ارتحال خصوصاً اس وقت کے اہل اسلام کے لئے ایک عظیم صدمہ تھا جو مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ موجود تھے ان کے غم والم کی انتہا نہ رہی اور ان کی پریشانی حد سے متجاوز ہو گئی۔ تمام اہل مدینہ اس صدمہ سے متاثر تھے خصوصاً مدینہ طیبہ میں موجود صحابہ کرامؓ اس صدمہ کبریٰ کی وجہ سے نہایت اندوہ گیں تھے اور صحابہ کرامؓ کا اندوہ گین ہونا اس وجہ سے بھی نہایت اہم تھا کہ ان کے محبوب کریم ﷺ کی بلاواسطہ اولاد کی نسبی دنیا سے اٹھ گئی تھی۔ اب صرف آپ ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المومنینؓ) آنجناب ﷺ کی نشانی باقی رہ گئیں تھیں۔ ان حالات میں سب حضرات کی خواہش تھی کہ ہم اپنے نبی اقدس ﷺ کی پیاری صاجزادی کے جنازہ میں شامل ہوں اور اس سعادت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بعد از مغرب اور قبل العشاء انتقال ہونا علماء نے ذکر کیا ہے۔ اس مختصر وقت میں جو حضرات موجود تھے وہ سب جمع ہوئے۔

(بحوالہ کتاب بنات اربعہ صفحہ ۲۹۷)

حضرت فاطمہؓ کا غسل اور اسماءؓ بنت عمیسؓ کی خدمات

حضرت فاطمہؓ نے قبل از وفات حضرت صدیق اکبرؓ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماءؓ بنت عمیسؓ کو یہ وصیت کی تھی۔ کہ آپ مجھے بعد از وفات غسل دیں اور حضرت علیؓ ان کے ساتھ معاون ہوں۔

چنانچہ حسب وصیت حضرت اسماءؓ بنت عمیس نے آپؓ کے غسل کا انتظام کیا ان

کے ساتھ غسل کی معاونت میں بعض اور بیبیاں بھی شامل تھیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کے غلام ابو رافع ؓ کی بیوی سلمیٰ ؓ اور ام ایمن ؓ وغیرہا حضرت علی المرتضےٰ ؓ اس سارے انتظام کی نگرانی کرنے والے تھے۔

حضرت فاطمہ ؓ کی صلوٰۃ جنازہ اور شیخین ؓ کی شمولیت

غسل اور تجہیزو تکفین کے مراحل کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ کا مرحلہ پیش آیا تو آنمحترمہ ؓ کے جنازہ پر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ اور دیگر صحابہ کرام ؓ جو اس موقعہ پر موجود تھے تشریف لائے۔ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کو صدیق اکبر ؓ نے فرمایا کہ آگے تشریف لاکر جنازہ پڑھائیں۔ جواب میں حضرت علی المرتضیٰ نے ذکر کیا کہ آنجناب خلیفہ رسول ﷺ ہیں۔ جناب کی موجودگی میں میں جنازہ پڑھانے کیلئے پیش قدمی نہیں کرسکتا۔ نماز جنازہ پڑھانا آپ ہی کا حق ہے آپ تشریف لائیں اور جنازہ پڑھائیں اسکے بعد حضرت صدیق اکبر ؓ آگے تشریف لائے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چار تکبیر کیساتھ جنازہ پڑھایا۔ باقی تمام حضرات نے ان کی اقتداء میں صلوٰۃ جنازہ ادا کی۔

یہ چیز متعدد مصنفین نے اپنی اپنی تصانیف میں باحوالہ ذکر کی ہے چنانچہ چند ایک عبارتیں اہل علم کی تسلی کی خاطر کے لئے بعینہٖ یہاں نقل کرتے ہیں۔

عن حماد عن ابراھیم قال صلی ابو بکر الصدیق علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکبر علیھا اربعا

یعنی ابراہیم (النخعی) فرماتے ہیں۔ کہ ابوبکر صدیق ؓ نے فاطمہ ؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا جنازہ پڑھایا اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔